رجسٹرڈ ایل نمبر

[illegible] ستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانیوالا اکیلا اخبار

یهدی الله لنوره من یشاء

نور

مقاصد

۱۔ اسلام کی خو[illegible] کرنا اور دیگر مذاہب [illegible]
۲۔ سکھوں اور آر[illegible] کے اہم فرائض کو [illegible]
۳۔ دیگر مذاہب [illegible] صحیح جواب دینا۔
۴۔ رائی اور رعا[illegible] مستحکم کرنا۔

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے تین روپے (للعہ)
" ششماہی " ایک روپیہ بارہ آنہ (عہ)
" سالانہ امراء سے سات روپے (مغہ)
" ممالک غیر سے ۸ شلنگ

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

[illegible] ۱۹۲۶ء

جلد ۱۸ | ایڈیٹر:۔ شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ وودان برہمچاری | نمبر ۵

KHILAFAT LIBRARY

سالانہ جلسہ میں شامل ہونیوالوں کیلئے ضروری اطلاع

فی زمانہ تبلیغ اسلام کی جس قدر ضرورت ہے۔ وہ کسی مزید تشریح کی محتاج نہیں اور اس کی اہمیت کو احمدیوں ایسی فنا فی الاسلام قوم سے اور کون زیادہ بہتر سمجھ سکتا ہے۔ اس سالانہ جلسہ پر دفتر نور قریباً پانچ ہزار گورمکھی ٹریکٹ مفت تقسیم کریگا۔ لہذا جو دوست ان ٹریکٹوں کو سکھوں اور آریوں اور ساتھیوں میں مفت تقسیم کرکے اشاعت اسلام کے اہم فرض کو بجا لاکر خاکسار ایڈیٹر نور کا ہاتھ بٹا سکیں۔ وہ ضرور ایام جلسہ میں دفتر نور میں تشریف لاکر یہ ٹریکٹ مفت حاصل کریں۔ ایام جلسہ میں دفتر نور عام طور ۶ بجے تک کھلا رہے گا جلسہ کے علاوہ ایام میں تمام دن۔

ایک ضروری سوال کا جواب

جناب انعام اللہ خان صاحب سالاری فورٹ سنڈیمن (بلوچستان) سے لکھتے ہیں۔ کہ آپکی تصانیف میں جو حوالے ہیں ان کو سکھ لوگ معتبر نہیں بتلاتے چنانچہ پروفیسر گنگا سنگھ صاحب تھے جن کی بحث آپ سے ہو چکی ہے۔ یہ کہا کہ رکن الدین کے کلام کو بابا گورو نانک صاحب کا کلام کر دیا گیا ہے۔ براہ عنایت حقیقت سے مطلع فرمائیے۔ نیز اپنی تازہ تصانیف سے اطلاع بخشئے۔

نور:۔ میرا یہ فرض ہے کہ میں یہ ثابت کردوں کہ جو حوالے میں دے رہا ہوں یہ سکھ صاحبان کی مذہبی کتب میں ہیں۔ اور جناب باباؒ کا کلام ہیں۔ اس پر میری ذمہ واری ختم ہے قادیان میں ہزاروں کے سامنے پروفیسر گنگا سنگھ صاحب سے میرا مباحثہ ہوا اور اس مباحثہ میں بفضل خدا جو پروفیسر موصوف کو شکست فاش ہوئی جسے وہ خود زیادہ بہتر سمجھتے ہیں یہ حوالے اس مباحثہ میں کئی بار پیش ہوئے مگر بوقت انھیں سوائے تسلیم کے کوئی چارہ کار نہ تھا۔ مگر اب جبکہ وہ میلکڑوں کوسوں کے فاصلہ پر ہیں۔ ان حوالہ جات سے انکار کر رہے ہیں۔

میں نے جناب سالاری صاحب کی خدمت میں بھی لکھدیا ہے۔ اور دوست بھی اسے یاد رکھیں کہ اگر کوئی صاحب میری تصانیف کے مندرجہ حوالجات سے انکار کرے تو آپ حوالہ جات کی نسبت معترض سے مفصل تحریر لیکر میرے پاس بھیجدیں میں اخبار میں اس کا مفصل جواب درج کر دیا کرونگا تاکہ دوسرے بھی فائدہ اٹھائیں

ایک غلط فہمی کا ازالہ

جناب مولانا عبدالکریم خان صاحب میرٹھی نور کے بہترین ہمدرد اور نامہ نگار ہیں گو آپ سلسلہ احمدیہ میں منسلک نہیں مگر ہمارے سلسلہ کے کاموں کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ پچھلے دنوں کسی عبدالکریم میرٹھی نے اہلحدیث میں ہمارے سلسلہ کے متعلق اوچھی نکتہ چینی سے کام لیا بعض دوستوں کا یہ خیال ہوا کہ ہو نہ ہو یہ نور والے ہی عبدالکریم صاحب ہیں۔ اگرچہ میں مولانا کے شرف نیاز سے اس وقت تک محروم ہوں مگر مجھے قریباً چھ سال سے مولانا موصوف سے غائبانہ گرویدگی کا فخر حاصل ہے۔ اور میں آپکی تحریر کو فوراً معلوم کرلیتا ہوں۔ اسیوقت میں نے دوستوں سے کہا کہ مولانا موصوف متین سنجیدہ محقق عالم اور ہمارے سلسلہ سے ایک گونہ حسن ظن رکھتے ہیں۔ یہ آپ کی شان سے کوسوں بعید ہے۔ مگر تاہم میں نے اس کے متعلق مولانا کی خدمت میں لکھنا بھی ضروری سمجھا۔ لہذا آپ کا جواب بجنسہ درج ذیل ہے۔

امر مستفسرہ کی نسبت بالاجمال صرف اشارہ بس ہوگا۔ الحمدللہ کہ آپکی فراست ظن المومنین خیرا کے نور سے منور ہے۔ اپنے دوستوں کو قرآنی ہدایت سے تنبیہ کیجئے۔ واجتنبوا .. بعض الظن اثم آپ کو باطمینان تمام یقین رکھنا چاہیئے اخبار اہلحدیث امرتسر سے میرا کسی طرح کا مطلق کوئی تعلق نہیں ہے الحمدللہ علی احسانہ

[illegible] قادیان ضلع گورداسپور [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

چلو قادیان

KHILAFAT LIBRARY

۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر سالانہ جلسہ کی تاریخیں مقرر ہو چکی ہیں۔

ہمارے سالانہ اجتماع میں قریباً تین ہفتے رہ گئے ہیں۔ اس سالانہ جلسہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنے ہاتھ سے رکھی تھی۔ اور ہمارا جو ان کے ہاتھ بک چکے ہیں یہ فرض ہے کہ آپ کی اٹھائی ہوئی بنیادوں کی تکمیل میں پوری ہمت اور عزم سے لگے رہیں۔ آپ کی غرض اس سالانہ اجتماع کی بنیاد ڈالنے سے آپ کے پاک الفاظ میں یہ تھی کہ تا ہماری جماعت کے لوگ بہ نیت استفادہ ضروریات دین و مشورہ اعلائے کلمۃ الاسلام اکٹھے ہوا کریں۔ سو بحمد اللہ یہی پاک مقصد اب تک اس اجتماع میں ہماری مد نظر ہے۔ استفادہ ضروریات دین اور اعلائے کلمۃ الاسلام یہ دو وہ پاک اغراض ہیں۔ جن کے لئے قرون اولیٰ کے پاک لوگوں نے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں۔ اور ہر قسم کی تکالیف و مشکلات برداشت کر کے ان اغراض کے حصول میں لگے رہتے تھے جب سے مسلمانوں نے ان پاک مقاصد کو اپنی نظروں سے پرے ہٹا دیا۔ اسی وقت سے ان کے مصائب کا بھی آغاز ہوا۔ انہوں نے تو آرام طلبی کے لئے اس مشکل راہ کو چھوڑنا چاہا تھا۔ مگر اس کو چھوڑ کر ان کو بڑی بڑی مشکلات اٹھانی پڑیں۔ اور دنیا میں ان کی سلطنت اور ان کی شوکت ان کی عزت سب کچھ اعلائے کلمۃ الاسلام کے مقصد عالی کو چھوڑنے کے ساتھ ہی رخصت ہو گئے۔ پس یہ نہایت ہی تنگدلی اور ناسمجھی کے خیالات ہیں جو دلوں میں ایسے وساوس پیدا کرتے ہیں۔ کہ سالانہ جلسہ پر ہمارا اس قدر روپیہ خرچ ہو جائے گا۔ یا سفر میں ایسی ایسی تکالیف پیش آئیں گی۔ خدا کی راہ میں ان باتوں کو خوشی سے برداشت کرنا سیکھو تاکہ تمہارے اندر ایک روح پیدا ہو کر دنیا کو اسلام کی طرف کھینچے۔ گو آجکل دنیا میں بھی جو لوگ کچھ کام کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بھی اس اجتماع کے اصول کو سمجھکر اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ مگر میں آپ کو سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ ہمارے آقا و مرشد نے ہمارے لئے اس سالانہ اجتماع میں شمولیت کو دنیا کے لوگوں کی تقلید میں ضروری قرار نہیں دیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس راہ پر چلایا۔ اب ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کہ ہر سال کس قدر نئے برکات کا موجب یہ ہمارا سالانہ اجتماع ہوتا ہے۔ بات صرف یہ ہے۔ کہ جب تک تم اس پاک نیت کو دل میں لیکر آتے ہو جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی بنا ڈالی تھی تو تمہارا ایک ایک قدم اللہ کی راہ میں اٹھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کبھی اخلاص سے اٹھائے ہوئے قدم کو ضایع نہیں کرتا ہاں اگر استفادہ ضروریات دین اور اعلائے کلمۃ الاسلام کو چھوڑ کر اور ہر کا رخ کرو تو بے شک تم نے اپنا وقت بھی ضایع کیا۔ اور تکلیف بھی ناحق اٹھائی۔ مگر کس قدر تمہیں خدا کا فضل ہے۔ کہ اس دہری غرض کو پورا کرنے کے لئے ہمیں اس نے کس قدر اچھا سامان عطا فرمایا ہے۔ ایک طرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ادام اللہ فیوضہ کے پاک وجود سے ضروریات دین کے استفادہ کا کیسا اچھا موقع دیا ہے۔ جس سے بہتر اور مخلص ناصح دنیا میں تمہیں کہیں نہیں مل سکتا۔ اور دوسری طرف اعلائے کلمہ اسلام کی جو عملی صورتیں ہیں ان کے متعلق اس سالانہ اجتماع میں تمہیں غور اور مشورہ کرنے کا موقعہ سلسلہ کے کاروبار کو دیکھکر اور اس کی گذشتہ کارروائی کو سنکر کیسا اچھا ملتا ہے۔ اور اس طرح پر تمہاری یہ دونوں ضروریات جو ایک سچے مسلمان کے مقاصد میں سب سے اعلیٰ ہونی چاہئیں کس احسن طریقہ پر پوری ہو رہی ہیں۔ جو لوگ ہمارے احباب میں سے اکثر قادیان آتے رہتے ہیں اور یہاں آنے کے فوائد کو بھی خوب سمجھتے ہیں۔ مگر جماعت کا بہت بڑا حصہ ایسا ہے۔ کہ انہیں سال میں اگر کوئی یہاں تک آنے میں موقع مل سکتا ہے۔ تو وہ یہی سالانہ اجتماع ہے۔ پس ہر جگہ کے مخلص احباب کی خدمت میں میری یہ درخواست ہے کہ وہ دوسرے احباب کو اس نیک کام میں شمولیت کے لئے تحریک کریں بعض احباب کو کئی کئی سال یہاں آئے ہوئے گذر گئے ہیں ان کو خوب سمجھنا چاہیئے کہ اس طرح پر سلسلہ سے ایک قسم کی اجنبیت سی ہوتی چلی جاتی ہے۔ جس کا اثر گو پہلے کھلا کھلا محسوس نہ ہو۔ مگر تھوڑے ہی دنوں میں طبیعت کا رنگ بدل جاتا ہے۔ اس لئے سال میں ایک بار اس تعلق کو سالانہ اجتماع کے شمولیت کے رنگ میں ضرور تازہ کرنا چاہیئے۔

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہمارا یہ اجتماع ایک خاص غرض کے لئے قایم کیا ہے۔ اور ہمارے ذمہ ایک نہایت ہی ذمہ داری کا کام ڈالا گیا ہے۔ ہماری ذمہ داری دوسرے لوگوں کے برابر نہیں۔ کہ اگر ہم خاموشی سے اپنے چند متعلقین کا پیٹ بھرنے کا سامان کر دیں۔ تو ہماری غرض حاصل ہو گئی۔ نہیں بلکہ اس زمانہ میں اسلام کو دنیا کے چاروں کونوں میں پہنچانے کا کام اس سلسلہ کے ذمہ ڈالا گیا ہے۔ اب غور کرو کہ اس ذمہ داری کو کہاں تک تم نے سمجھا ہے۔ اور ابھی کون سا حصہ اس کا پورا کیا ہے جو سست ہو گئے ہیں۔ وہ خدا کے لئے سستی کو چھوڑ دیں۔ ورنہ ایسا نہ ہو کہ اس ذمہ داری کے ناقابل سمجھکر خدا کا ہاتھ الگ کر دے۔

پس اس سالانہ اجتماع میں شمولیت کے لئے اپنے دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ بلند ہمتی سے کام لیں اور اگر کوئی مشکل نظر آوے تو اس پر غالب آنے کے لئے اور بھی ہمت کو بلند کریں۔ بہت سے دوست ہیں جو چھوٹے چھوٹے عذروں کی وجہ سے اس بابرکت اجتماع میں شمولیت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ میرے دوستو چھوٹی اغراض کو بڑے مقاصد کے سامنے قربان کرنا سیکھو۔ جب تک اس گر کو ہاتھ میں لے کر کام نہ کرو گے کامیابی کا منہ دیکھنا مشکل ہے۔ یاد رکھو کہ دنیا کی ہر ایک غرض دین کے مقاصد کے سامنے ایک حقیر چیز ہے۔ کیا ایک سال میں پانچ سات یا دس دنوں کے لئے تم اپنے ہموطنوں کو چھوڑ نہیں سکتے اور ایک نہایت خفیف حصہ اپنے مال کا اللہ کی راہ میں سفر کرنے کے لئے خرچ نہیں کر سکتے جب تم ان باتوں کو مانتے ہو تو عملی طور پر ان کو کر کے دکھاؤ۔ ورنہ خالی مان لینے سے کوئی فائدہ نہیں موت ہر وقت سامنے کھڑی ہے۔ کون جانتا ہے کہ جب وہ ایک نیکی کو ہاتھ سے دیگا۔ تو اس کے کفارہ کے لئے پھر اسے دوسرا موقع بھی مل جائے گا۔ پس جو موقع ملتا ہے۔ اسے غنیمت سمجھکر اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ کہ وہ کسی مشکل کو تمہاری راہ میں روک نہ ہونے دے۔

سالانہ جلسہ کی اطلاع کے ساتھ ایک دوسرے اہم امر کی طرف اپنے احباب کو متوجہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ جلسہ سالانہ کے اخراجات کا سوال ہے۔ کافی روپیہ اخراجات جلسہ کے لئے ہمارے ہاتھ میں ہونا چاہیئے۔ اخراجات جلسہ کا تخمینہ بیس ہزار روپیہ سے کم کسی صورت میں نہیں۔ اور یہ اشد ضرورت ہے۔ اور اسے پورا بھی احمدی جماعت نے کرنا ہے۔ اس میں شک

نہیں کہ جو لوگ ان ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں۔ ان کے نام خدا کے دفتر میں لکھے جاتے ہیں۔ اور نام بنام ان کا شکریہ ہم لوگ ادا نہیں کر سکتے۔ اور ایسا کرنا ممکن بھی نہیں۔

اسوقت سب فنڈوں میں روپیہ کے کم ہونے کی وجہ سے مشکلات ہیں۔ لہذا سب انجمنیں اس تجویز پر فوری عمل درآمد کریں۔ دو دو روپیہ فی کس کم از کم چندہ وصول کیا جاوے اور جو احباب زیادہ وسعت رکھتے ہیں۔ وہ زیادہ دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اگر ہماری جماعت میں دو ہزار آدمی دس دس روپیہ دینے والے کھڑے ہو جاویں۔ یا چار ہزار آدمی پانچ پانچ روپیہ تو یہ روپیہ بآسانی پورا ہو سکتا ہے۔

اگر مخلص احباب توجہ فرماویں۔ تو یہ مقدار جو اوپر لکھی ہے کچھ زیادہ نہیں لکھی ہے۔ کانفرنسوں وغیرہ جلسوں میں شمولیت کے لئے پانچ پانچ روپیہ صرف ٹکٹ داخلہ کے ہی لوگ خوشی سے دیدیتے ہیں۔

اس کے لئے ہمیں کچھ دور جانے کی ضرورت نہیں ہے سکھوں کی ایک گذشتہ کانفرنس کی ذرا فیس داخلہ ملاحظہ فرمالیں

مہ	فیس دینے والے	۵۰ ممبر	۲۵۰۰
[illegible]	” ”	” ۲۱۶	۲۴۸۰
[illegible]	” ”	” ۴۶۸	۴۶۸۰
[illegible]	” ”	” ۷۸۷	۴۸۳۴
[illegible]	” ”	۱۶ اسپیشل ”	۸۰۰
[illegible]	” ”	” ۲۰۳	۱۶۲۴
[illegible]	” ”	” ۱۰۵۲	۱۰۵۲۰
[illegible]	” ”	” ۱۴۱۶	۷۰۸۰
کل میزان			۳۴۵۱۸

یہ تو صرف فیس داخلہ تھی۔ اور اگر اس چندہ کو بھی شامل کر لیا جائے جو فیس داخلہ کے علاوہ جمع ہوا۔ تو کل چندہ کی میزان نصف لاکھ . . . . . . تک پہنچ جاتی ہے۔ اور اس کے علاوہ جو بند صندوقچیاں دونی چونی روپیوں اور پونڈوں سے بھری ہوئی پیش ہوئیں۔ وہ اس کے علاوہ ہیں۔ اور اب بھی اکثر سکھوں کی طرف سے یہ اعتراض اٹھایا جاتا ہے۔ کہ ہماری یہ کانفرنس پہلی کانفرنسوں کی طرح کامیاب نہیں ہوئی۔

در یں حال ہمیں اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیئے۔ کہ ہم لوگوں نے جو تین خدا کے برگزیدوں کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر یہ عہد کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ تو پھر ہماری ذمہ داری کس قدر بڑھ جاتی ہے۔ اور ہمیں کس قدر بیدار ہونے کی ضرورت ہے۔ ہماری ہی مٹھی بھر جماعت ہے جس نے چار دانگ عالم میں اسلام کو پہنچانا ہے۔ اس لئے دوست اپنے فرض کو پہچانیں۔

KHILAFAT LIBRARY

شذرات

مذہبی مباحثات کا انجام

ایک اخبار لکھتا ہے کہ ۲۵ اکتوبر گذشتہ کو آریہ سماج لوہگڈھ (امرتسر) کے سالانہ جلسہ پر . . . آریہ سماجیوں۔ اور سناتن دھرمیوں میں مباحثہ ہوا۔ فریقین کی طرف سے سوامی اکھلانند اور پنڈت بھگوت دت صاحبان نے بحث میں حصہ لیا۔ معمولی شرافت سے جب حق وصداقت کی فتح ہوتی نظر نہ آئی تو مناظر گالیوں پر اتر آئے خوب فحش کلامی ہوئی۔ اور بالآخر نوبت لٹھ بازی تک پہنچ گئی۔ جس سے کئی اشخاص زخمی ہوئے۔ ہال کے لیمپ گل کر دیئے گئے اور فریقین کو آپس میں گتھم گتھا ہو کر سینہ کا نزینہ فیصلہ کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ آخر بصد مشکل دروازے کھلے اور سلیکڑوں اشخاص اپنی بے عزتی کروا کے جان بچی لاکھوں پائے کے مصداق سماج مندر سے نکل بھاگے۔ اس قسم کے مذہبی مباحثوں سے حق وصداقت کا فیصلہ تو کیا ہوتا ہے۔ لوگوں کو تعصب و مفسدہ پردازی کی تعلیم ضرور ملجاتی ہے۔

نور ایڈیٹر نور نے سکھوں اور آریوں سے اگر سینکڑوں نہیں تو بیسیوں مباحثات کئے ہوں گے۔ اور خدا کے فضل سے ہر مباحثہ میں مخالف پر نمایاں فتح اور بین ظفر یابی حاصل کی مگر میں ایک طویل تجربہ کے بعد نیک نیتی سے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ موجودہ مباحثات بجائے اس کے کہ لوگوں کو صداقت کے قبول کرنے کے لئے آمادہ کریں۔ فریقین کو الٹا اپنے خیالات کی پچ ہو جاتی ہے۔ اور مناظرہ سے گذر کر مکابرہ اور مجادلہ اور بحث سے نکلکر لحث تک نوبت کا پہنچ جانا ایک نہایت ہی معمولی سی بات ہے۔ لہذا میں نے ایک عرصہ سے مباحثات کو ترک کر دیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کی اسی میں بہتری ہے۔ کہ وہ ان دور از کار باتوں سے کنارہ کش ہو کر اور خدائے کریم کے اس ارشاد مبارک پر عمل پیرا ہوتے ہوئے۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن

یعنی لوگوں کو عقل کی باتوں کی طرف اور اچھی اچھی نصیحتوں سے اپنے پروردگار کی راہ کی طرف بلاؤ اور ان کے ساتھ بحث بھی کرو تو ایسے طور پر کہ وہ بہت ہی پسندیدہ ہو“۔

اس لئے لوگوں کو حق کی طرف بلائیں۔ اسی میں مسلمانوں کی فلاح اور بہبودی ہے۔

دوسرے کیا کر رہے ہیں

مسلمانوں کے علاوہ ہندوستان میں عیسائی اور آریہ لوگ بھی تبلیغ کا دم بھرتے ہیں۔ ذرا ان کے طرز عمل کی طرف دیکھو عیسائیوں نے صرف پادری عبدالحق کو اور آریوں نے صرف پنڈت دھرم بھکشو کو خصوصاً احمدیوں کے ساتھ مباحثات کے لئے رکھ چھوڑا ہے۔ اور ہماری بیشتر توجہ دھرم بھکشو اور پادری عبدالحق سے نپٹنے پر رہتی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ انہیں ہمیں اصل کام سے غافل رکھنے کے لئے آریوں اور عیسائیوں نے یہ ایک عجیب راہ نکالی ہے۔ اور یہ ہر دو جماعتیں جو کچھ ٹھوس کام کر رہی ہیں۔ اس کی طرف ہماری توجہ بہت ہی کم جاتی ہے۔ اس وقت صرف پنجاب میں پچاس کے قریب آریہ مبلغ کام کر رہے ہیں۔ اور صرف پنجاب میں ہی پچاس ہزار سالانہ کے قریب ان کا روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ اور دو لاکھ اچھوتوں کو اپنے ساتھ شامل کر چکے ہیں۔ یہ صرف آریہ سماج کی ایک پارٹی کا کام ہے۔ دوسری طرف عیسائی لوگ بارہ سو ماہوار کی تعداد میں صرف اچھوت اقوام سے ہی عیسائی بنا رہے ہیں۔ ان کی تبلیغ کے دوسرے شعبے تو الگ رہے۔ لہذا ضروری ہے کہ اول تو ہماری سب توجہ ٹھوس کام کی طرف لگ جانی چاہیئے۔ اور اگر ہم مباحثات کے بغیر نہیں رہ سکتے تو زیادہ سے زیادہ ایک آدمی کو وقف کر دینا چاہیئے۔ جو دھرم بھکشو اور عبدالحق وغیرہ سے نپٹتا رہے باقی ہماری توجہ محض تبلیغ کی طرف منعطف ہو جانی چاہیئے۔

احمدی جماعت کا اثر اغیار پر

۸ نومبر کا شیر پنجاب لکھتا ہے کہ

(حضرت) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پیرووں کی تعداد اگرچہ نہایت قلیل ہے لیکن حق تو یہ ہے۔ کہ مذہبی دنیا میں جوش واولالعزمی میں ہندوستان کی کوئی قوم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ان حضرات نے لندن جیسے شہر میں اپنی طاقت سے زیادہ خرچ کرکے حال ہی میں ایک مسجد تعمیر کروائی ہے۔ جس میں لنڈن کے انگریز و ہندوستانی مسلمان نماز وغیرہ مذہبی فرائض ادا کیا کریں گے"۔

احمدی دوستو کان وہر کر سن لو کہ اغیار کا آپ کے متعلق کیا خیال ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں۔ کہ صرف لنڈن میں مسجد تیار کرکے ہمارا پروگرام ختم ہو گیا۔ نہیں نہیں ابھی ہم نے بہت کچھ کرنا ہے۔ یہ مسجد تو ہماری منزل سفر کا صرف ایک قدم ہے۔ ابھی منزل بہت دور ہے۔ اس وقت تمام دنیا میں ایک گونہ گمراہی پھیلی ہوئی ہے۔ لوگوں نے دین کو ہنسی سمجھ لیا ہے۔ اسلام بے یار و مددگار ہے۔ لہٰذا سمجھ لو کہ ابھی ہمارا کام کس قدر باقی ہے۔

مخلوطہ نیابت اور مسلمان

تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ اگر مسلمان علیحدہ نیابت کے خواہاں ہوں تو ہندو بے طرح مسلمانوں پر برستے ہیں۔ کہ دیکھو مسلمان اتحاد کش ہیں۔ تفرقہ انداز ہیں اور اپنی اڑہائی اینٹ کی مسجد علیحدہ بناتے ہیں اگر مخلوطہ نیابت کو مسلمان اختیار کرتے ہیں۔ تو ہندو اپنا ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔ کہ کوئی مسلمان ہرگز ممبر نہ ہونے پائے۔ دہلی کے مشہور قوم پرست بلکہ فنافی القوم مسٹر آصف علی جب مخلوطہ حلقہ کی طرف سے کھڑے ہوئے تو لالہ لاجپت رائے نے جس طریق سے ان کے مقابلہ میں ایک ہندو کو کھڑا کر کے مسٹر آصف علی کو نیچا دکھلایا۔ وہ زبان زد خلائق ہے صرف یہ ہم ہی نہیں کہتے بلکہ مسلمانوں کے خطرناک دشمن اخبارات بھی لاجپت رائے کے اس سینہ زوری کا رونا رو رہے ہیں۔ چنانچہ ۱۰ ؍ نومبر کا تیج پنجاب لکھتا ہے۔ کہ

"پبلک لائف کے معیار کو کس نے گرایا

کانپور میں انڈیپنڈنٹ پارٹی کے ایک جلسہ میں اس مطلب کی قرارداد پاس کی گئی ہے۔ کہ پنڈت موتی لال نہرو نے لالہ لاجپت رائے کے مقابلہ میں رائے زادہ ہنسراج کو کھڑا کرکے پنڈت موتی لال نہرو نے پبلک لائف کے معیار کو اتنا نہیں گرایا جتنا کہ لاجی نے ہندوستان کی قایم مقام قومی پارلیمنٹ یعنی انڈین نیشنل کانگرس کے امیدواروں کے مقابلہ پر جا بجا غیر قوم پرست بلکہ بعض صورتوں میں سرکاری ہندوؤں کو امیدوار کھڑا کر کے گرایا ہے۔ دلی کے مشہور قوم پرست اور فنافی القوم مسٹر آصف علی کے مقابلہ پر ہندوستانی نہیں بلکہ ہندو امیدوار کو کھڑا کر کے اور کامیاب بنا کر پبلک لائف کے معیار کو یقیناً گرا دیا گیا ہے۔ اور بلا واسطہ طور پر غیر ہندوؤں کے لئے جداگانہ نیابت کے حق میں زوردار ثبوت پیش کیا گیا ہے"۔

نور کیا اب بھی ہندوؤں کو اس کا گلہ کرنے کا کوئی حق پہنچتا ہے کہ مسلمان اپنی علیحدہ نیابت کے لئے کیوں زور دے رہے ہیں۔ یہ سب ہندو صاحبان کی چیرہ دستیوں کا نتیجہ ہے۔

اے باد صبا این ہمہ آوردہ تست

آریہ صاحبان کی خدا سے جنگ

کوئی صاحب ہریرام ڈسکہ کے قریب کے رہنے والے فوت ہو گئے۔ اس کی فوتیدگی کی نوحہ خوانی کرتے ہوئے ۱۸ ؍ نومبر کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ:۔

"آریہ سماج سے تو لالہ جی کو خاص محبت والفت تھی نامعلوم کب تک آریہ سماج ایسے دلیر دانی شریف کارکن اپنے ہاتھ سے لٹاتی رہے گی۔ اور ناقابل برداشت صدمے اٹھاتی رہے گی"۔

نور:۔ جب تک آریہ ساجی اپنے چکرورتی راج کے طفیل (جس کا حوالہ سوامی دیانند صاحب نے آریہ بہے دنی اور ستیارتھ پرکاش میں دیا ہے۔) اس اڑن کھٹولے ہوائی جہاز کے ذریعہ (جس کا حوالہ جناب سوامی دیانند صاحب نے اپنے وید بھاش میں دیا ہے۔) اسے خدا پر فتح نہیں پا سکتی تب تک آریہ سماج کو یہ اور ایسے ہی کئی ایک صدمات تھہ وریش برجان درویش برداشت کرنے ہی پڑینگے۔

آریہ سماج کن ہاتھوں میں جا رہی ہے

۱۸ ؍ نومبر کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ:۔ "آریہ سماج کی ترقی رکنے کا کارن بھی یہ ہے کہ "اب یہ سوسائٹی مکاروں جھوٹوں اور لالچ کے بندوں کے ہاتھوں میں بڑی سرعت کے ساتھ جا رہی ہے"۔

KHILAFAT LIBRARY

جن حروف کو ہم نے جلی کر دیا ہے۔ کیا یہ الفاظ کسی مزید تشریح کے محتاج ہیں۔ مگر اس کے لئے آریہ گزٹ کو بجائے اس کے موجودہ کارکنوں کو برا بھلا کہا جائے اس کی حقیقت پر غور کرنا چاہیئے۔ شری سوامی دیانند صاحب نے ستیارتھ پرکاش میں جو یہ لکھا ہے کہ اگر شتروں (دشمنوں) کو دھوکہ دینے سے جیت ہوتی ہو تو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ دوسم شنکر آچاریہ کے متعلق یہ لکھا ہے۔ کہ اگر انہوں نے ہمہ اوست کا عقیدہ جینیوں اور بدھوں کو نیچا دکھانے کے لئے نکالا تھا۔ تو اچھا تھا۔ اور اگر ان کا یہ ذاتی عقیدہ تھا تو برا تھا۔ اب آریہ گزٹ غور کرے کہ ایسی تعلیم کا کیا نتیجہ ہو سکتا ہے ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج۔

آریہ سماج میں کیسے آدمی داخل ہیں

۲۸ ؍ اکتوبر کا آریہ ویر لکھتا ہے کہ سوشل اودہار کے اوچیہ آسن (اونچی کرسی) پر براجمان ہونے کے لئے آریہ سماج میں وہ پرش (لوگ) بھی داخل ہو گئے جنہیں وید پر وشواس (یقین) نہیں تھا۔ جو شہرت اور ہر دل عزیزی کے بھوکے تھے"۔

جن حروف کو ہم نے موٹا کر دیا ہے۔ وہ خصوصیت سے ناظرین کی توجہ کے قابل ہیں۔ اس کا سبب بہت کچھ تو ہم اس سے پہلے نور میں ظاہر کر چکے ہیں۔ باقی کچھ اب بھی سنیئے۔ جب سوامی دیانند صاحب نے لاہور میں آریہ سماج قایم کی تو باوجود یہ سمجھنے ہوئے کہ ایک شخص ویدوں کو الہامی نہیں مانتا۔ مگر وہی رسوخ اور ہشیار رو ایم۔ اے ہے اسے نہ صرف آریہ سماج کا ممبر ہی بنایا بلکہ معزز عہدہ پر بھی کھڑا کر دیا۔ اس سے نہ صرف یہی اندازہ لگانے کا موقعہ ملتا ہے۔ کہ ویدوں کو نہ ماننے والے نہ صرف آریہ سماج کے عہدہ دار ہی ہو سکتے ہیں۔ بلکہ اس سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے

کہ خود سوامی دیانند صاحب کے دل میں بھی ویدوں کی کیا قدر و عظمت تھی۔

آریہ سماج کی اشتعال انگیز روش کے متعلق ایک سابق گورنر کی شہادت

پنجاب کے سابق لفٹننٹ گورنر سر مائیکل اوڈوائر نے اڈنبرا ریویو میں اپنی ایک تازہ تحریر شائع کروائی ہے جس کے آخر میں سر موصوف نے ہندو مسلم فسادات کی ذمہ واری آریہ سماج کے اشتعال انگیز روش پر عاید کی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

KHILAFAT LIBRARY

"آریہ سماج نے ہندوؤں میں تازہ روح پھونکی۔ خاص کر پنجاب میں اور مہاتما گاندھی نے ان کے خیالات کو حال کے برسوں میں عملی جامہ پہنایا۔ اور ایسی قوم پرستی کی بنیاد ڈالی جس کا مقصد نہ صرف ہندو مذہب کو تقویت دینا بلکہ ہندو راج قایم کرنا ہے۔ سناتن دھرمی ہندو ذاتوں کے توڑنے اور مورتی پوجا ترک کرنے کے خلاف ہیں۔ لیکن آریہ سماج نے گئو رکھشا کے مسئلہ کو تسلیم کر کے سناتن دھرمیوں کی امداد حاصل کی۔ اگر ان کی آرزو حاصل ہو تو ہندوستان میں برطانوی حکومت کا خاتمہ ہو جائیگا۔ ہندو مذہب سابق حلیم دھرم تھا۔ لیکن اس کا ایک بازو آریہ سماج ایک زبردست جھگڑالو ہے۔ اور کوہاٹ و راولپنڈی اور امبالہ اور کلکتہ میں جو بلوے ہوئے وہ آریہ سماج کے مسلمانوں کو اشتعال دینے کا نتیجہ ہیں۔"

کیا یہ رائے کسی مزید تشریح کی محتاج ہے۔ اگر ہم نے کبھی یہ لکھا کہ موجودہ شور و شر اور فرقہ وارانہ بے چینی کے ذمہ وار آریہ سماج ہے۔ تو آریہ سماج نہ صرف اسے برا ہی مناتا بلکہ ہم پر متعصب ہونے کا الزام لگاتا ہے۔ مگر اب ایک سابق گورنر کی اس بے لاگ رائے پر تو آریہ سماج کو کم از کم ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔

ایک نئے دور کا آغاز

نومبر کے پرکاش کے رشی نمبر کے صفحہ ۹ پر درج ہے کہ

سوامی دیانند نے ایک نئے دور کا آغاز کیا

جبکہ آپ نے یہ اعلان کیا تھا کہ "ہندو دھرم کا دروازہ سب کے لئے جن میں عیسائی، موسائی، اور مسلمان شامل ہیں کھلا ہے۔"

ہماری بھی یہی رائے ہے۔ کہ بلا شبہ سوامی دیانند صاحب نے اس نئے دور کا آغاز کیا اور یہ اسلامی اصولوں کی نقل یا پیروی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ ہندوؤں کا سناتن دھرم ایک منٹ کے لئے بھی اس "دور جدید" کو پسند نہیں کرتا۔ اس کے لئے آریہ سماج قابل مبارک ہے۔ یا اسلام اسے کم از کم آریہ سماج ہی بہتر سمجھتا ہے۔

ہندوستان میں پھوٹ کیوں ہے

پرکاش کے اسی پرچہ کے صفحہ پر لکھا ہے۔ کہ "آریہ سماج میں دویشیوں (غیر ملکیوں) کے رواج ہونے کے کارن (سبب) آپس کی پھوٹ ہی مت بھید ہے برہمچریہ کا ناش ہے۔"

مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا اگر ایک منٹ کے لئے خدانخواستہ اس ہندوستان "چوراہے کی ہنڈیا" کی باگ ڈور آریہ سماج کے ہاتھ میں آجائے۔ تو پھر ہندوستان میں امن ہو سکتا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ ہندوستان کی اینٹ سے اینٹ کھڑک جائے۔ کیونکہ سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۹۴ پر لکھتے ہیں۔ کہ جو احکام ویدوں کے خلاف نہیں وہ دھرم اور جو احکام ویدوں کے خلاف ہیں اسے ادھرم کہتے ہیں۔ مگر آگے چلکر سوامی صاحب موصوف ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۴۴ پر لکھتے ہیں۔ کہ "ادھرمی خواہ سب سے بڑھ کر ہی صاحب ودیا اور صاحب لیاقت کیوں نہ ہو۔ تو بھی اس کی بربادی و تنزل و تخریب میں لگا رہے"! مگر اسی پر بس نہیں آگے سوامی صاحب موصوف اسی کتاب کے صفحہ ۳۵ پر لکھتے ہیں۔ کہ جو شخص وید اور وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں کی بے قدری کرتا ہے۔ ایسے کو اپنی ذات جماعت اور ملک سے باہر نکالدینا چاہیئے۔ کیا اگر آج آریوں کے ہاتھ میں خدانخواستہ کرے۔ دو منٹ کے لئے بھی ہندوستان کی حکومت کی باگ ڈور آجائے۔ تو یہاں کے رہنے والے مسلمان عیسائی یہودی، سکھ، برہمو، دیو سماجی، بدھ، جینی، بلکہ بعض حالات میں سناتنیوں پر بھی جس طرح عرصہ حیات تنگ ہو سکتا ہے۔ وہ کسی تشریح کا محتاج ہے۔ لہذا ہم سب کو اللہ کے حضور یہ دعا کرنی چاہیئے۔ کہ خداوند تعالے ہندوستان کو یہ روز بد نہ دکھائے۔

آریہ غور کریں

آنریبل سردار جوگندر سنگھ صاحب وزیر زراعت گورنمنٹ پنجاب پرکاش کے اسی رشی نمبر میں لکھتے ہیں کہ:

"میں صرف یہ کہوں گا کہ ہر ایک قوم کا مثل ایک خانہ دار کے فرض ہے کہ اپنی جماعت کو مضبوط کرے۔ لیکن ہر ایک خانہ دار کو اپنی شخصیت کو چھوڑ کر جاتی کا جز بن جانا چاہیئے۔ تاکہ باوجود اختلاف مذہب و ملت وقوم ایک ہو"۔

کیا آریہ سماج کے حال پر یہ مثال ٹھیک بیٹھ سکتی ہے ہرگز نہیں کیا ستیارتھ پرکاش کے تیرھویں وچودھویں وغیرہ ابواب کی موجودگی میں آریہ سماج کبھی خواب میں بھی ان ضوابط پر عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ حاشا وکلا

ہندو مسلم ذہنیت میں فرق

جب مہاراجہ نابھہ اور راندور پر مصیبت آئی۔ تو صرف یہی نہیں کہ مسلمان خاموش رہے بلکہ انہوں نے ہمدردی کے تقاضہ سے بہت کچھ ان کے حق میں لکھا۔ کیونکہ انسانیت کا شیوہ بھی ہے۔ کہ دکھ کے وقت کسی کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا جائے۔ انسان تو انسان بسا اوقات اس ہمدردی کا جذبہ حیوانوں میں بھی ہمیں نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ مگر انسان ہو کر جو اس جذبہ سے محروم رہے۔ اسے کیا کہا جاوے۔

حال ہی میں جب حضور نظام کے متعلق چہ میگوئیاں شروع ہوئیں۔ تو ہندو پریس نے جس اخلاق کش اور تہذیب سوز وطیرہ کا ثبوت دیا۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ ہندو پریس اس سے ناواقف نہیں کہ مسلمانوں کو نظام کی شخصیت بدرجہ غایت عزیز ہے۔ اور وہ اپنی سنجیدگی، منصف مزاجی، رواداری کے لحاظ سے ایک بہترین حکمران ہیں۔ مگر صرف ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے ان کے متعلق ہندو پریس نے جس خصلت کا اظہار کیا اس سے نظام کا تو بھلا کیا بگڑ سکتا ہے۔ ہاں اس سے اس بات کا ضرور اظہار ہوتا ہے۔ کہ ہندو پریس انسانیت کے اس بہترین جوہر ہمدردی سے عاری ہے اور جب ایک بے تعصب اس پر غور کرے گا۔ کہ مہاراجہ نابھہ اور اندور کے لئے مسلمانوں نے کس ہمدردی کا اظہار کیا اور برخلاف اس کے صرف بعض وہمی امور پر گزشتہ ہندو اخبارات نے حضور نظام کے متعلق جس حیا

اور تہذیب سوز عادت کا ثبوت دیا۔ تو اس کے سامنے ہندو مسلم اخلاق اور ان کی ذہنیت کا نقشہ فوراً آجائے گا اور بے ساختہ اس کی زبان سے نکل جائیگا۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

آریہ سماج اسلام کا ناقل ہی

ہم کئی دفعہ اس امر کا ثبوت دے چکے ہیں کہ موجودہ تمدنی یا مذہبی اصلاح میں آریہ سماج اسلام کا ناقل ہے۔ اب ایک تازہ ثبوت ملاحظہ ہو۔ ۳ ہر نومبر کا پرکاش لکھتا ہے کہ:۔

"راجپوتانہ کا مرکز اجمیر ہے۔ اجمیر آریہ سماج کا مدینہ ہے۔ کیونکہ سوامی دیانند نے وہاں پران تیاگ کئے تھے"۔

آریہ سماج اسلام کی ریس کرنے اور نقل اتارنے میں بہت ساعی ہے۔ ان کے ہر موجودہ شعبہ میں غور کرنے والے انسان کو بہت کچھ ثبوت مل سکتا ہے۔ اور وقتاً فوقتاً نور میں اس کا اظہار بھی ہوتا رہتا ہے۔ آریہ سماج نے سوامی دیانند صاحب کے اجمیر میں فوت ہو جانے کی وجہ سے اپنا مدینہ تلاش کر لیا لیکن اب مکہ کس کو بنائیں گے۔ کیونکہ آج تک یہ یقینی طور پر فیصلہ نہیں کیا جا سکا۔ کہ سوامی صاحب کی جائے پیدائش کہاں کی ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

تناسخ اڑ گیا

۳ ہر نومبر کا پرکاش صفحہ ۵ ار پر لکھتا ہے کہ ابتدا عالم میں پیدا ہونے والے انسانوں کے لئے ہانی ونقصان) لابھ (نفع) کے جاننے کی یوگیتا (قابلیت) ں رکھتے تھے اپنی کرپا (مہربانی) سے انیک پدارتھ (سامان) کے بغیر منشی (انسان) کا جیون (زندگی) قایم نہیں رہ سکتا ان کو اور ان کے اپیوگ میں لانے کے گیان کو پرماتما ایک سہی دیتا ہے"۔

آریہ سماج کا یہ اصول ہے۔ کہ بدوں افعال کے کسی کو چیز میسر نہیں آسکتی اور خدا اپنی مہربانی سے انسان کو کوئی یں دے سکتا۔ کیونکہ اس سے خدا کا انصاف بگڑتا ہے سا دنیا میں انسان کو جو کچھ بھی سکھ دکھ مل رہا ہے۔ یہ سب نہ جنم کے اعمال کا نتیجہ ہے۔ اگر آریہ سماج کے اس اصول مان لیا جائے۔ تو شروع دنیا میں جو سامان انسان نے اپنی "مہربانی" سے دیئے جس کے بغیر انسانی زندگی محال ہے۔ جیسے ہوا، پانی، اناج وغیرہ تو یہ انسان کے کس فعل کا نتیجہ تھا۔ اور جس صورت میں آپ ان پدارتھوں کو خداوند تعالےٰ کی مہربانی پر منحصر رکھتے ہیں۔ تو پھر تناسخ کیسے قایم رہ سکتا ہے۔ کیونکہ آریہ سماج کی ڈکشنری میں خدا کی مہربانی اور تناسخ دو متضاد چیزیں تسلیم کی گئی ہیں۔

ایک ہندو اور نور

جناب لالہ بھگت رام صاحب حسین کوٹ سے لکھتے ہیں کہ اخبار نور مورخہ ۳ ہر نومبر کے ایڈیٹوریل کالم بعنوان شذرات آریہ سماج کے تین اصول گر رہے ہیں۔ نظر سے گزرا جو کہ میرے لئے ایک خاص دلچسپی کا باعث ہوا۔ کیا آپ میرے واسطے ان پچاس پرچوں میں سے ایک پرچہ جاری فرما کر مشکور فرماویں گے۔ جن کا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے آپ کو مفت تقسیم کرنیکا حکم دیا ہے"۔ نور پرچہ جاری کیا گیا

لوگوں کا مذاق

سنہ ۱۹۱۰ء میں جبکہ میری عمر بیس سال کی تھی۔ میں نے ایک ناول موسومہ بہ "سومنگلا" تناسخ کی تردید میں لکھا یہ ناول اس قدر دلچسپ اور مقبول ہوا۔ کہ اس کی ایک ہزار کاپی چھ ماہ کے اندر اندر ہی نکل گئی۔ مگر میں اس کے بعد نیک نیتی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کا دوسرا ایڈیشن نہیں شایع کرنا چاہیئے۔ مگر لوگوں کی درخواستیں کثرت کے ساتھ آتی رہیں۔ اور خصوصاً سنہ ۱۹۲۳ء کے دارو گیر کے زمانہ میں تو اس کی درخواستوں کا تانتا بندھ گیا۔ ہندوستان کے علاوہ غیر ممالک کے باشندوں نے بھی درخواستوں کی جھڑی باندھ دی۔ اور درخواستوں کی وہ بھرمار ہوئی۔ کہ اگر اس کا دس ہزار کا ایڈیشن بھی چھاپ دیا جاتا۔ تو ہاتھوں ہاتھ اڑ جاتا۔ آخر درخواستوں کی اس بارش نے مجھے اس کی نظر ثانی پر مجبور کیا۔ مگر اس نظر ثانی نے مجھے اپنی اس رائے پر اور بھی پختہ کر دیا۔ کہ اسے شایع نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ایک مسلم ایڈیٹر کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ لوگوں کے بگڑے ہوئے مذاق کو درست کرے۔ نہ کہ بگاڑے اگر لوگوں کے مذاق کو بگاڑ کر کسی نے کچھ روپیہ کما بھی لیا تو اس نے ایک گناہ سمیٹا۔ جس کے لیے اس کی ضمیر اسے ہمیشہ کے لئے ملامت کرتی رہے گی۔ اگرچہ اس لے دے کے زمانہ میں اس قدر گندہ مذہبی لٹریچر شایع ہوا اور مذہب کے نام کو لوگوں نے اس قدر بدنام کیا اور ہادیان مذاہب کی شان مبارک میں گندہ دہن لوگوں نے وہ وہ گندہ کیچڑ پھینکا۔ کہ خدا کی پناہ "رنگیلا رسول" اور "وچتر جیون" اس منحوس زمانہ کی ہی یادگار ہیں۔ جسے تہذیب کبھی معاف نہیں کرے گی۔

اگرچہ اس گندہ لٹریچر کے سامنے سومنگلا ایک شستہ کتاب تھی۔ تاہم میرے ضمیر نے اس کی دوبارہ اشاعت کو کبھی پسند نہ کیا۔ اور میں نے اس کی بجائے آریہ مذہب کی حقیقت۔ اور ہندو دھرم کی حقیقت نامی دو ٹھوس اور سنجیدہ کتابوں کو شایع کرنا مناسب سمجھا۔ سنہ ۱۹۲۳ء کی ہوا آئی اور گذر گئی۔ مگر لوگوں کا شوق سومنگلا کی طرف سے کم نہیں ہوا۔ پچھلے دنوں پی۔ ایم۔ عبدالمجید صاحب ٹھیکیدار بٹھنڈہ نے خط لکھا کہ ۱۰ کاپی سومنگلا اور ۵ کاپی سکھ اور مسلمان بھیج دیں۔ میں نے موخر الذکر کو بھیج دیا اور ساتھ ہی معذرت کر دی کہ سومنگلا تو کئی سال سے ختم ہے۔ مگر پھر ان کا خط آیا کہ خدارا اس کی ایک کاپی ہی بھیج دیجئے اگر نہیں بھیجو گے تو پھر وی۔ پی واپس کر دیا جائیگا۔ چنانچہ ان کا وی۔ پی واپس آ گیا۔ خیر مجھے وی۔ پی واپس آنے کا تو اتنا گلہ نہیں۔ مگر لوگوں کا یہ مذاق ضرور قابل غور ہے۔ میں دوستوں کو یہ کہے بغیر رہ سکتا۔ کہ انہیں اپنے مذاق کو مہذب بنانا چاہیئے۔ کیونکہ دنیا میں شائستگی اور متانت ایک ایسا متاع ہے جس کی کوئی قیمت نہیں۔

تبلیغی توپخانہ صرف چھ روپیہ میں

آج دوست و دشمن ہر دو اس بات کے مقر ہیں کہ نور کے پرانے فائل سکھوں اور آریوں میں تبلیغی مضامین کے لحاظ سے اپنی آپ ہی نظیر ہیں۔ بسا اوقات ایک ایک مضمون کے لئے ہزاروں صفحوں پر دیدہ ریزی کرنی پڑی ہے۔ فائل ۲ تا ۷، (۱۹۱۱ تا ۱۹۱۶) جن کی مجموعی قیمت بارہ روپے ہے۔ مگر اب صرف چھ روپے۔

نادر موقع، اگر آپ قادیان میں نہایت عمدہ موقعہ پختہ دو منزلہ ہوادار مکان جو قصبہ کنال زمین میں واقعہ ہے کے خواہشمند ہیں۔ تو منیجر نور کے ساتھ خط وکتابت کریں

مسلم ریویو لنڈن کی جلد ۲ کے ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ نمبر موجود ہیں۔ فی پرچہ کی اصل قیمت ۱۰ ہے مگر دفتر نور علاوہ محصول نصف قیمت پر دیگا۔ حاجتمند جلد درخواست کریں

منیجر نور قادیان ضلع گورداسپور

پروگرام جلسہ سالانہ بابت سال ۱۹۲۶ء

KHILAFAT LIBRARY

یہ پروگرام ہمیں براہ راست نہیں پہونچا۔ معزز ہمعصر الفضل سے لیکر شایع کیا جاتا ہے

پہلا دن ۲۶ دسمبر ۱۹۲۶ء بروز اتوار پہلا اجلاس

۹ بجے سے ۹½ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۹½ " ۱۰ " "	خطبہ مجلس استقبالیہ	ناظر صاحب ضیافت
۱۰ " ۱۱ " "	اتقویٰ و تزکیہ نفس	مولوی سرور شاہ صاحب
۱۱ " ۱۲ " "	شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	میر محمد اسحاق صاحب
۱۲ " ۱ " "	۱۹۰۱ء سے قبل حضرت مسیح موعود کی کتب کی منسوخیت کی حقیقت	شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

نماز ظہر و عصر ایک بجے سے اڑھائی بجے تک

دوسرا اجلاس

۲½ بجے سے ۳½ بجے تک	ہندو تہذیب و تمدن پر اسلام کا اثر	شیخ محمد یوسف صاحب
۳½ " ۵ " "	حضرت مسیح ناصری کا صلیب سے بچکر مشرق کی طرف آنا اور کشمیر کے دلائل	سید زین العابدین ولی اللہ شاہ

دوسرا دن ۲۷ دسمبر ۱۹۲۶ء بروز سوموار پہلا اجلاس

۹ بجے سے ۹½ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۹½ " ۱۰½ " "	موجودہ زمانہ میں اسلام کے خلاف عیسائیت کی کوششیں اور انکے مقابلہ کا طریق	چودھری ظفر اللہ خان صاحب
۱۰½ " ۱۱ " "	بیعت کی غرض و غایت اور اس کے فوائد	حافظ روشن علی صاحب
۱۱ " ۱ " "	صحابہ کرام و صحابہ حضرت مسیح موعود کی قربانیاں	حکیم خلیل احمد صاحب

نماز ظہر و عصر ایک بجے سے اڑھائی بجے تک

دوسرا اجلاس

اڑھائی بجے سے تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی شروع ہوگی

تیسرا دن ۲۸ دسمبر ۱۹۲۶ء بروز منگل

۹ بجے سے ۹½ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۹½ " ۱۰½ " "	سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	مفتی محمد صادق صاحب
۱۰½ " ۱۱½ " "	ہندوستان کی اچھوت اقوام کے حالات اور انمیں تبلیغ کی اہمیت اور اسکا طریق	چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم اے
۱۱½ " ۱۲½ " "	صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	مولوی غلام رسول صاحب راجیکی
۱۲½ " ۱ " "	صیغہ جات کی کارگذاری پر تبصرہ	

نماز ظہر و عصر ایک بجے سے اڑھائی بجے تک

دوسرا اجلاس

تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ ۲½ بجے سے شروع ہوگی

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ

بخدمت سیکرٹریان تبلیغ جماعت احمدیہ و دیگر بزرگان ملت

از ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان

ایہا الاحباب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ کی طرف بلانے کے لئے حکمت سے کام لینا چاہیئے۔ محض لفاظی اور باتیں کرنے سے کام نہیں چلتا۔ بلکہ ضرورت ہے۔ کہ مبلغ اعلیٰ اخلاق اور حکمت عملی سے کام لے۔ اور انسانی ذہنیت کا مطالعہ کرکے اس کے مطابق عمل پیرا ہو۔ اور اس بات کو دیکھا جائے کہ انسانوں کی طبایع کن کن امور سے متاثر ہوتی ہیں۔ یہ بات متواتر تجربہ سے ثابت ہو چکی ہے۔ کہ جلسہ کے موقعہ پر اگر غیر احمدی دوستوں کو قادیان میں لانے کی کوشش کی جائے۔ تو نہایت ہی مفید ثابت ہوتی ہے۔ اور آنیوالے دوستوں میں سے اکثر بیعت کرکے اپنے وطنوں کو واپس ہوتے ہیں۔ یا وہ واپس جاکر اکثر بیعت کے خطوط لکھدیتے ہیں۔ اس کی وجوہات چند در چند ہیں۔ لیکن موٹی موٹی وجوہ یہ ہیں کہ خود قادیان میں آنا کار ثواب ہے۔ انسان جب تعصب کو چھوڑ کر قادیان کا سفر تحقیق حق کی خاطر کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو حق کی شناخت کی توفیق بخشتا ہے۔ ولئن شکرتم لازیدنکم

دوسری وجہ یہ ہے کہ لوگ جب قادیان میں آتے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی زیارت سے مستفیض ہوتے ہیں۔ تو چونکہ حضور سرتاپا اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کے مظہر ہیں۔ اس لئے حضور کی زیارت اور کلمات طیبات سے ان کے اندرون قلب کے اندھیرے دور ہوجاتے ہیں اور نور ایمان ان کے دلوں میں داخل ہو کر سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے ان کو مجبور کردیتا ہے۔

اسی طرح جماعت احمدیہ قادیان کا اجتماع بھی لوگوں کے دلوں پر اثر کئے ہوئے نہیں رہ سکتا جس طرح فتح مکہ سے عربوں کی طبایع متاثر ہوئی تھیں۔ اور وہ بول اٹھے تھے کہ ایک مفتری علی اللہ کی یہ حیثیت نہیں ہوسکتی کہ وہ مکہ میں فاتحانہ داخل ہو۔ اسیطرح ذی فطرت یہ کبھی بھی تسلیم نہیں کرسکتا کہ ایک مفتری کی اسقدر تائید الٰہی ہوسکتی ہے۔ کہ قادیان میں واقعی طور پر ارض حرم کا نظارہ نظر آجائے۔ بارہ تیرہ ہزار کے قریب جوشیلے مومنوں کا ایک جگہ تطہیر قلب اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جمع ہونا واقعہ میں زمانہ حال میں ایک بے نظیر اور دلوں کو کھینچنے والی مثال ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں ہیں جو انسانی دلوں پر اثر کرتی ہیں۔

اس لئے تمام دوستوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ وہ جلسہ سالانہ پر اپنے دوستوں رشتہ داروں اور زیر اثر لوگوں کو قادیان لانے کی اس دفعہ خاص کوشش کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔ یہ تحریک پہلے بھی کئی مرتبہ کی جا چکی ہے۔ اور دوست اس پر عمل بھی کر رہے ہیں۔ لیکن مومن کا جس طرح ہر قدم پہلے قدم سے مضبوط ہوتا ہے۔ اسیطرح ہر سال پہلے سال سے اعلیٰ ہوتا ہے۔ اس لئے اس مرتبہ کی کوشش بھی پہلے سالوں سے بڑھ چڑھ کر ہونی چاہیئے۔ اس کوشش کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ناظر صاحب ضیافت کو نیوالے دوستوں کی تعداد اور حیثیت کی اطلاع بھی کردی جائے۔ تاکہ مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ تمام احباب میری اس تحریک پر ابھی سے عملی کارروائی شروع کردیں گے۔ اور اپنے غیر احمدی دوستوں

ہندو اخبارات غور کریں

اورنگزیب نے ہندوؤں کو بالکل تنگ نہیں کیا "تنگ آمد بجنگ آمد" کا مسئلہ تھا، وہ بالکل بے قصور ہے۔ یہ ہمارے بھائیوں کی غلطی تھی

از قلم مسٹر بی۔ ایل کپور

داستانِ عہدِ گل را بشنو از مرغ چمن ٭ زاغہا آشفتہ تر گفتند ایں افسانہ را

(۱) عالمگیر نے اپنے طرز عمل سے راجپوت رئیسوں کو جو اب تک حکومت تیموری کے دست و بازو تھے۔ ناراض کر دیا۔

KHILAFAT LIBRARY

(۲) عالمگیر نے عام ہندوؤں کو ناراض کر دیا۔

پہلے جرم کو لین پول (ایک مشہور انگریز) ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:" وہی قوم راجپوت جو اورنگزیب کی آغاز حکومت میں سلطنت مغلیہ کا داہنا بازو تھی۔ اب اس طرح علیحدہ ہوئی کہ پھر ملنے کی توقع نہ رہی۔ جب اکبر کے تخت پر یہ بڑا دیندار متمکن رہا۔ اس کی حمایت و حفاظت میں ایک راجپوت نے ایک انگلی ہلانا نہ چاہی"!

اس جرم کی تشریح لین پول صاحب نے اس طرح کی ہے۔ "۱۶۷۸ء میں اورنگزیب کے سب سے زیادہ دوست لیکن سب سے زیادہ زبردست راجپوت اجے سنگھ نے انتقال کیا۔ دوسرا مشہور راجپوت جنرل جسونت سنگھ کابل میں گورنری پر متمکن تھا۔ اور اس کے مرنے کے دن قریب آرہے تھے۔ آخر کار اورنگزیب آزاد ہو گیا۔ کہ ہندوؤں کی پامالی کی حکمت عملی کو جو ہر سچے مسلمان کا مقصد ہونا چاہیئے۔ اختیار کرے۔ اسوقت تک ہندو کسی طرح ستائے نہیں گئے تھے اور نہ کوئی مذہبی روک ٹوک عمل میں آئی تھی۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ اورنگزیب اپنے جوش اسلام کو دل ہی دل میں پرورش کر رہا تھا۔ کہ بلا خوف و نقصان کا فروں کے مقابلہ میں اس کے اظہار کا وقت آئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۱۶۷۷ء میں یہ گھڑا تھی! اورنگزیب نے ایک اور کوتاہ اندیش کارروائی جسونت سنگھ کے معاملہ میں کی، اس نے خواہش کی کہ جسونت سنگھ کے دونوں بیٹے تعلیم کے لئے دہلی میں بھیجدیئے جائیں؛ اور بیشک وہ اس کی نگرانی میں مسلمان کر لئے جاتے۔ راجپوتوں نے اس کی تعمیل نہ کی۔ اور جب راجپوتوں نے سنا کہ اورنگزیب نے وہی قدیم اسلامی ٹیکس یعنی جزیہ از سر نو ہر ایک ہندو پر قائم کر دیا ہے۔ تو ان کے غصے کی کوئی انتہا نہ رہی"!

بہت سے یورپین مورخوں (مسٹر جے کیمل جیسون) کے اعتراضات (جیسا کہ آگے ثابت ہوگا) اگرچہ نہایت پادر ہوا ہوتے ہیں۔ اس لئے انکا جواب دینا نہایت آسان ہے لیکن بایںہمہ جواب دینے والا سخت مشکل میں پڑ جاتا ہے۔ یورپین مورخین ایک اعتراض کے جواب میں جو خود غلط ہوتا ہے۔ پے در پے اور بہت سے جھوٹ ملاتے جاتے ہیں۔ جواب دینے والا ایک جھوٹ کا جواب دینا چاہتا ہے۔ تو سامنے ایک اور جھوٹ نظر آتا ہے۔ اور ادہر متوجہ ہوتا ہے تو ایک اور جھوٹ نمایاں ہوتا ہے۔ مسلسل دروغ بیانی اور افتراؤں کے ہجوم پر اس کو طیش آجاتا ہے۔ اور بجائے اس کے کہ وہ سکون اور اطمینان کے ساتھ اصل واقعہ کے انکشاف پر متوجہ ہو غصے سے بے قابو ہو جاتا ہے۔ خود مجھ پر بھی اثر پڑا ہے۔ لیکن میں ان حریفوں کو یہ موقع نہ دونگا کہ وہ میرے طیش و غضب سے فائدہ اٹھائیں۔ یورپین مورخوں نے ہندوؤں کی ناراضی کے جو اسباب بتائے ہیں۔ اس میں خلط مبحث ہو گیا ہے۔ یعنی مذہبی اور پولٹیکل باتیں مل جل گئی ہیں۔ اس لئے مسئلہ زیر بحث کے لئے تحلیل اور تحقیق ضروری ہے۔ کہ دونوں سے الگ الگ بحث کی جائے۔ پہلے ہم پولٹیکل سبب سے شروع کرتے ہیں۔

ہندوؤں کے زور و قوت کے تین مرکز تھے۔ جے پور، جودھپور، اور اودیپور ان میں سے جے پور اور جودھپور بالکل مطیع ہو گئے تھے۔ لیکن اودیپور کی یہ حالت تھی کہ بابر سے لیکر شاہجہان کے زمانہ تک حملے کے وقت اس کی گردن جھک جاتی تھی لیکن جب حملہ آور چلے آتے تھے۔ تو پھر وہی سرکش کا سرکش ہو جاتا تھا۔ شاہجہان نے جب بیماری کی حالت میں دارا شکوہ کو ولیعہد بنا کر اس کو سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا۔ تو اس زمانے میں جیپور اور جودھپور کے جانشین راجہ جے سنگھ اور جسونت سنگھ تھے۔ عالمگیر جب دکن سے اکبر آباد چلا۔ تو دارا شکوہ کی طرف سے ایک فوج گراں لئے ہوئے اوجین میں پڑا ہوا تھا۔ عالمگیر نے نہایت الحاح کے ساتھ کہلا بھیجا۔ کہ میں صرف اعلیحضرت کی عیادت کو جاتا ہوں۔ تم سد راہ نہ ہو لیکن جسونت سنگھ نے نہ مانا۔ اور سخت معرکہ ہوا جسونت سنگھ نے شکست کھائی اور بھاگ نکلا۔ عالمگیر پر چتر حکومت جس وقت سایہ افگن ہوا۔ تو پہلے ہی سال جسونت سنگھ نے عفو قصور کی سلسلہ جنبانی کی۔ اور عالمگیر نے فیاضدلی سے معاف کر دیا شجاع (عالمگیر کا بھائی) سے جب معرکہ پیش آیا تو عالمگیر نے جسونت سنگھ کو فوج برانغار کا افسر مقرر کیا۔ لیکن جسونت سنگھ نے پہلے سے مرزا شجاع سے سازش کر لی تھی چنانچہ جب دونوں فوجیں آپس میں مقابل پڑی ہوئی تھیں۔ تو جسونت سنگھ رات کے پچھلے پہر دفعتہً اپنی تمام فوج کے ساتھ عالمگیر کی فوج سے نکلکر شجاع کی طرف چلا۔ اس کی فوج نے شاہی اسباب اور خزانہ پر دست درازی کی اور اس قدر برہمی ہوئی کہ عالمگیر کی کل فوج میں سے نصف کے قریب جسونت کے ساتھ ہو کر شجاع سے جا ملی۔ یہ ایک ایسا نازک موقعہ تھا۔ کہ اس کے سنبھالنے کے لئے صرف عالمگیر کا دل و دماغ درکار تھا۔ عالمگیر کے جبین استقلال پر شکن تک نہ پڑی اور اس بے سروسامانی پر بھی میدان ان اکے ہاتھ رہا۔ چند روز کے بعد جسونت سنگھ کا جب کوئی ٹھکانا نہیں رہا۔ تو پھر عفو کا خواستگار ہوا۔ عالمگیر نے پھر فیاضدلی سے کام لیا۔ اور چونکہ وہ شرم سے منہ دکھانا نہیں چاہتا تھا۔ عالمگیر نے غائبانہ اس کا منصب اور خطاب و جاگیر بحال کر کے احمد آباد کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔ اور وقتاً فوقتاً اس کو بڑی بڑی مہمات پر مقرر کیا۔ یہاں تک کہ دکن میں سیواجی کے مقابلہ میں بھیجا۔ لیکن یہ غدار یہاں بھی اپنی فطری عادت سے باز نہ رہا انفنسٹن صاحب لکھتے ہیں۔ راجہ جسونت سنگھ شہزادہ اعظم کی طبیعت پر حاوی اور بادشاہ کی نسبت ہندوؤں کا زیادہ خیر خواہ تھا۔ علاوہ اس کے لوگوں کو یہ بھی یقین تھا۔ کہ وہ لالچی ہے۔ اور روپے کی بات تھوڑی بہت مانتا ہے۔

۱؎ یہ تمام حالات اگرچہ خافی خان وغیرہ تمام تاریخوں میں ہیں لیکن مسلسل اور مفصل تذکرۃ ماثر الامرا جلد سوم میں ہے

۲؎ ترجمہ تاریخ انفسٹن صاحب مطبوعہ علیگڈھ ۵۰۵ ماثر الامراء سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے ۱۲

غرضیکہ ان وسیلوں سے شیوا جی نے اس کو اپنا رفیق بنا یا۔ جسونت سنگھہ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ راؤ بہاؤ سنگھہ ہاڈا کو جو ریاست بوندی کا راجہ اور سہ ہزار منصب رکھتا تھا۔ اور اس مہم میں اس کا شریک تھا۔ اپنے ساتھہ شریک کرنا چاہا۔ اور جب اس نے نمک حرامی سے انکار کیا تو اس کی بہن کو جو جسونت سنگھہ کے نکاح میں تھی۔ وطن سے بلوا کر بیچ میں ڈالا۔ لیکن اس وفادار نے اب بھی حق نمک کو قرابت پر مقدم رکھا۔ مآثر الامراء میں راؤ بہاؤ سنگھہ کے تذکرہ" یہ لکھا ہے:۔

"چوں ہمشیرہ راؤ بہاؤ سنگھہ بدست مہاراجہ (جسونت سنگھہ) بود۔ مہاراجہ زن خود را از وطن طلب داشتہ واسطہ نمود کہ بارے ساز موافقت کوک نماید۔ اما راؤ بہاؤ سنگھہ حق نمک مقدم داشتہ تن بموافقتش در نداد"

بالآخر جسونت سنگھہ کابل کی مہم پر مامور رہا۔ اور ۲۲ سنہ جلوس عالمگیری میں قضا کر گیا۔ جسونت سنگھہ جب مرا تو اس کے کوئی اولاد نہ تھی۔ لیکن اس کے کارپردازوں نے دربار میں اطلاع دی کہ اس کی دو بیبیوں کو حمل ہے۔ لاہور میں پہنچکر اس نے دربار شاہی میں رپورٹ کی۔ کہ دونوں بیبیوں کے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ اس کے ساتھہ درخواست کی کہ ان لڑکوں کو منصب اور ریاست کا خطاب دیا جائے۔ عالمگیر نے فرمان بھیجا۔ کہ دونوں کو دربار میں بھیجدو۔ جب وہ سن تدبیر میں پہونچینگے تو خطاب اور منصب عطا کیا جائے گا۔ مآثر عالمگیری میں ہے۔

"حکم اقدس اعلیٰ صادر شد کہ ہر دو پسر را بدرگاہ سپہر بارگاہ بیارند و ہرگاہ پسران بسن تمیز خواہند رسید بعنایت منصب در از خواہند یافت"۔ (صفحہ ۱۷۰)

تیموریوں کے دربار کا یہ ایک عام آئین تھا۔ کہ جب کوئی بڑا عہدہ دار چھوٹے بچے چھوڑ کر مرجاتا تھا۔ تو بادشاہ خود ان کو طلب کر کے اپنے دامن تربیت میں پالتا تھا۔ اور شہزادوں کی طرح ان سے سلوک کیا جاتا تھا۔ اسی اصول کے مطابق عالمگیر نے جسونت سنگھہ کے بچوں کو طلب کیا تھا۔ لیکن جسونت سنگھہ کا جو طرز عمل ہمیشہ سے رہا۔ اس کے افسروں پر بھی وہی رنگ چھا گیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے شاہی حکم کے وصول ہونے کا انتظار بھی نہ کیا۔ اور دلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ دریائے اٹک پر امیر بحر نے ان بنا پر روکا کہ پروانہ راہداری دکھاؤ۔ اس پر آمادہ جنگ ہوئے۔ اور بہت سے آدمیوں کو قتل کر کے زور پار اترے۔ دار السلطنتہ کے قریب آئے۔ تو ان کی گستاخانہ اور باغیانہ حرکات کی بنا پر عالمگیر نے حکم دیا۔ کہ شہر کے باہر مقام کریں۔ اور کوتوال کو حکم دیا کہ ایک جمعیۃ کے ساتھہ ان کو نظر بند رکھے۔ چند روز بعد راجپوتوں نے وطن جانے کی اجازت طلب کی۔ عالمگیر نے منظوری دی۔ یہ فریب کار دھوکہ دے کر جسونت سنگھہ کے بچوں کو چپکے چپکے اڑا لے گئے۔ اور ان کی جگہ دو جعلی بچے چھوڑ گئے۔ چونکہ یہ اہم اور بحث طلب واقعہ ہے۔ جس پر آئندہ واقعات کی بنیاد قایم ہوتی ہے۔ اسلئے ہم مزید اعتبار کے لئے خافی خاں کی اصل عبارت نقل کرتے ہیں:۔

"بعدہ ظاہر گردید کہ بعد وفات راجہ معتمدان جہالت کیش ہمراہ او ہر دو پسران خورد سال راجہ را کہ در آخر عمر ہماں دو فرزند باسم اجیت سنگھہ و دلتھمن داشت معہ رانی باہمراہ گرفتہ بے آنکہ انتظار حکم حضور کشند یا دستک و رضائے صوبہ دار حاصل نمایند روانہ حضور شدند بعدہ کہ بعبر اٹک رسیدند و میر بحر بعلت عدم دستک مانع آمد۔ با او بپرخاش پیش آمدہ کار بقصد کشتن و زخمی ساختن میر بحر و جمعے رسانندہ بسترنجگی عبور نمودند بعد از انکہ نزدیک دار الخلافہ رسیدند از انکہ از ادائے خارج سابق جسونت سنگھہ غبار ملال در خاطر مبارک جا گرفتہ بود و ایں شوخی راجپوتیہ علاوہ آں گردید۔ فرمودند کہ نزدیک شہر طرف بارہ پلہ فرود آورند۔ و کوتوال را مامور ساختند کہ مردم خود را با جمعے از منصب داران و منعینہ توپخانہ اطراف خیمہ ہائے وابستگان راجہ چوکی نشاندہ بطریق نظر بند نگاہ دارند۔ الخ[۵۳]

(وکیل)

درخواست دعا

جناب سید محمد علی شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر صدر گوگیرہ اولاد نرینہ کے لئے اور ماسٹر یوسف علی صاحب مدرس صدر گوگیرہ اپنے بچوں کی صحت کے لئے اور شیخ فضل الرحمن صاحب ملتان سے دین و دنیا کے حسنات کے لئے اور جناب مولوی فضل الٰہی صاحب قریشی بھیرہ جو عرصہ سے بیمار ہیں۔ صحت کے لئے اور جناب منشی محمد حسین صاحب سب اوورسیر چارسدہ سے مستری برکت علی صاحب گجرات سے اور چودہری ابو محمد عبد اللہ صاحب اور چودہری عطا اللہ صاحب کھیوہ باجوہ بحر فلاح دارین کیلئے دوستوں سے دعا کے ملتجی ہیں۔

[۵۳] اس کے بعد واقعہ چونکہ چنداں اہم اور مختلف فیہ نہ تھا اسلئے ہم نے وہ عبارت نقل نہیں کی ۱۲

کثرت ازدواج اور طلاق

پیوستہ بگذشتہ

(از قلم جناب خانبہادر میرزا سلطان احمد خان صاحب)

عورت اور مرد دونوں کی قسمت میں ہی یہ لکھا ہے۔ کہ وہ زندگی بھر ایک دوسرے کے گرویدہ رہیں۔ مرد عورت کو چاہے اور عورت مرد کو گو بعض لوگ بوجوہ ایک دوسرے کی گرویدگی سے اجتناب ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن ان کا اجتناب ایک عارضی اجتناب ہوتا ہے۔ اور منشائے قدرت کے خلاف یہ وہ تعلق ہے جو مرتے دم تک دونوں کے گلوگیر رہتا ہے۔ اور دونوں عمر بھر میں ایک دوسرے کی جستجو اور تلاش میں رہتے ہیں۔

ہر کوچہ میں اوس کی جستجو کی
چھوٹی نہ گلی رگ گلو کی

آزادانہ تعلق یا معاہدہ نکاح

شاید کبھی آزادانہ تعلق کی دنیا کے بعض حصوں میں پہلے زمانوں میں رسم ہو اس زمانہ میں سوائے اس کے کہ یورپ کے بعض حصوں میں آزادانہ تعلقات پر اب زور دیا جاتا ہے۔ آزادانہ تعلق کی رسم نہیں ہے۔ کسی نہ کسی ضابطہ کے ماتحت عورتیں مردوں سے وابستہ ہیں۔ جب کوئی عورت کسی قانون۔ ضابطہ۔ مذہب کے ماتحت کسی مرد کے ساتھہ تعلق پیدا کرتی یا اس کے قبضہ میں لائی جاتی ہے۔ تو روس کا نام مذہبی رنگ میں۔ نکاح عقد یا پھیرے بیاہ ہوتا ہے۔ اور قانونی اصطلاح میں معاہدہ عقد یا معاہدہ نکاح کے متعلق ایک ہی مفہوم کا اتباع کیا جاتا ہے۔ سوسائٹی معاہدہ سے تعبیر کرتی ہے۔ اور مذہب عقد نکاح سے اگر مذہب یا کسی ضابطہ دار سوسائٹی کے قوانین رسم و رواج کے ماتحت ایسا تعلق نہ ہو تو وہ ایک آزاد معاہدہ سے تعبیر پاتا ہے۔ جو مذہب اور سوسائٹی کے خیال میں ہمیشہ ایک فساد اور شر کا موجب ہوتا ہے۔

کیونکہ ایسے آزادانہ معاہدات کی صورت میں تمدنی نظام میں فرق اور ایک مسلسل تاریکی پیدا ہو کر سوسائٹی کی خرابی اور پراگندگی کی بنیاد پڑتی ہے۔

بہت سے تجربوں اور مشاہدات کے بعد دنیا اس

KHILAFAT LIBRARY

پہنچی ہے کہ آزادانہ تعلقات سے مرد و عورت کی زندگی سلامتی سے نہیں گذرتی۔ ہزاروں قسم کی ابتریاں پیدا ہوتی ہیں۔

مہذب اقوام بھی نہیں نہیں وحشی قوموں میں بھی انعقاد معاہدہ کا احساس پایا جاتا ہے۔ گو مختلف قوموں کے عملی طریقوں اور رسم و رواج میں گونہ فرق ہو مگر معاہدات ضرور ہوتے ہیں اگرچہ بعض مذاہب یا بعض اقوام میں ایک عورت چار یا پانچ خاوند بھی رکھتی ہے لیکن پھر بھی ایسا عمل کثرت شوہری کسی نہ کسی معاہدہ کے تابع ہوتا ہے۔

گو تمام قسم کے نکاحوں یا معاہدات کے نتیجے ہمیشہ یکساں ہی نہیں نکلتے۔ اور ان سب میں اچھائی یا برائی ہی نہیں پائی جاتی لیکن پھر بھی تمدنی مقاصد کے واسطے معاہدہ ہونے کی صورت میں معاہدات کی برکات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

ایسے معاہدات کی صورت میں کم سے کم یہ استدلال ہو سکتا ہے۔ کہ جس طرح دنیا کے اور معاملات کسی نہ کسی شرط اور اقرار سے مشروط ہوتے ہیں۔ اور جس طرح تمدنی اور سیاسی امور ہمیشہ کسی نہ کسی ضابطہ اور قانون کے تابع ہوتے ہیں۔ ایسے ہی مرد و عورت کے تعلقات کا سلسلہ بھی بجز معاہدات کے بہ خوش اسلوبی سے چلنا مشکل ہے۔ دنیا کے معاملات میں ہمیشہ خواہشات ضروریات، مقاصد، اغراض کی بدولت تبدیلی ہوتی رہتی ہے تمدن کی پٹری کبھی ایک صورت پر نہیں رہی۔ لوگ ہمیشہ مشکلات سے نکل کر آسانی کی طرف جانے کی سعی کرتے رہتے ہیں۔ نفس کی انفرادی اور اجتماعی نیرنگیاں خیالات ایک صورت پر نہیں رہتے ہیں۔ باوجود طرح طرح کی تدابیر اور پیش بندیوں کے معاہدات میں خام اس لئے کہ تجربہ کے بعد دوسری منزل کیسی ہی ثابت ہو۔ اس اصول کی پابندی سے تمام قوموں نے نکاح یا شادی کے معاہدہ کی بابت وقت بوقت سینکڑوں تبدیلیاں کی ہیں۔ سب سے زیادہ پابندیاں مذاہب نے عاید کی ہیں۔ جو قوم کوئی نہ کوئی مذہب رکھتی ہے ان کی شادی یا مرد و عورت کے میل جول میں لازمی طور مذہبی پابندیاں یا مذہبی اشتراک ہوتا ہے۔ عام اس سے کہ وہ پابندیاں اور اشتراک کیسا ہی ہو۔ جن قوموں میں فیشن اور رسوم نے مذہبی رنگ کو کسی حد تک پھیکا کر دیا ہے۔ ان میں بھی طوعاً و کرہاً شادی یا میل جول مرد و عورت میں مذہبی پہلو لیا جاتا ہے۔ جو قومیں کوئی بھی مذہب نہیں رکھتی ہیں۔ ان میں بھی یہ رسم کسی نہ کسی رنگ میں منائی جاتی ہے۔ اور ان میں بھی کسی خاص رنگ کے پورا کرنے سے ایسے معاہدہ کی تکمیل ہوتی ہے۔ دنیا کی تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ گزشتہ زمانوں میں بھی بعض لوگوں نے اس پر زور دیا ہے کہ کوئی پابندی اور قید نہ رکھی جائے۔ آزادانہ تعلقات ہونے چاہئیں اور مذہبی رنگ میں دامن وابستگی نہ لگایا جائے۔

انگریزی میں ایک کتاب (نکاح اور مختلف لیڈیوں اور جنٹلمینوں کے خیالات) شایع ہوئی ہے۔ اس کتاب میں مختلف لیڈیوں اور جنٹلمینوں نے شادی اور معاہدہ نکاح کی موجودہ کیفیات پر روشنی ڈالی ہے۔ اور بعض دور بین مشاہیر نے اس امر پر زور دیا ہے۔ کہ معاہدہ نکاح میں کامیابی نہیں ہوئی ان لوگوں کا میلان آزادانہ تعلقات کی طرف ہے۔ ایک معزز خاتون نے یہ رائے دی ہے۔ کہ

"عقد نکاح ایک لاٹری ہے۔ اس لاٹری میں بہت سے لوگ محروم رہتے ہیں۔ اور ایک آدھ کامیاب ہوتا ہے"

یورپ کے اکثر لوگوں کا اب اس طرف میلان ہوتا جاتا ہے کہ مرد و عورت کے تعلقات میں مذاہب اور خدا کا کیا کام ہے۔ مرضی کا سودا ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

محتسب را درون خانہ چہ کار

بعض معترضین اگر ان حالات کا مطالعہ کرتے تو انہیں بجائے اسلام کے خود یورپین تہذیب پر بھی بہت کچھ کہنے کا موقعہ مل سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ ایسا موقعہ حاصل کرنا چاہیں اور ان کا مقدس ضمیر ان کو ایسا کہنے کی اجازت بھی دے اور اغیار کے خوش کرنے کا شوق بھی دامن گیر نہ ہو

غیروں کے ساتھ عہد کی توثیق ہو گئی
تیری زبان سے ہمیں تصدیق ہو گئی

نکاح کی غرض

عورت اور مرد کے عام یا آزادانہ میل جول سے نکاح یا معاہدہ یا ضابطہ کی غرض جدا گانہ ہے۔ یا یوں کہیئے کہ آزادانہ میل جول میں نکاح کی غرض نہیں ہوتی۔ اور نکاح میں عام یا آزادانہ میل جول کی غرض پائی جاتی ہے۔ ایک مرد کسی عورت کے ساتھ میل جول تو رکھ سکتا ہے لیکن ان حالات میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اوس کا اس کے ساتھ عقد یا نکاح بھی ہے۔ عام یا آزادانہ میل جول کی غرض صرف تکمیل جذبہ میلان طبیعی یا ایک قسم کی نفسانی تفریح اور وقت کٹی ہوتی ہے۔ اوس میں تمدن اور سوسائٹی کے ان اغراض اور ان امور کی تکمیل مد نظر نہیں ہوتی۔ جو صدہا سالوں کے تجربہ کے بعد تسلیم اور اخذ کئے گئے ہیں۔

یا دوسرے الفاظ میں یوں کہنا چاہیئے کہ:۔

عام میل جول عورت اور مرد کے قوانین میں سیاسی ضوابط اور سوسائٹی اور شریعت مذہبی کے خلاف ہوتا ہے اور معاہدات جائز جو مقید بہ قیود مختلفہ ہوں۔ نظام ملت اور سوسائٹی کے مطابق ہوتے ہیں۔

نکاح اور عقد کے اغراض حسب ذیل ہو سکتے ہیں

"بہ پابندی مذاہب اور سوسائٹی ایک مرد اور عورت تعلق رکھیں"۔

"ایسی پابندیوں کے ساتھ اون کا تعلق بہ خوش اسلوبی قایم رہے"۔

"تمدنی ضروریات کے ماتحت ان کی خانہ آبادی ہو"۔

"ان کی باہمی تفریح اور رشتہ کی ایک باضابطہ بنیاد پڑے"۔

"دو خاندانوں میں ایک محبت اور باضابطہ تعلق پیدا ہو"۔

"ایک خاندان دوسرے خاندان سے ایک نسبت پیدا کرے"۔

"قومیں قوموں کے قریب ہوتی جائیں"۔

"وراثت کا فیصلہ صحیح اصول پر ہو سکے"۔

"انسان پابندی سے بہ حفاظت حقوق زندگی بسر کرے

. . . .

"نسل کا اضافہ ہو"۔

عام یا آزادانہ میل و جول میں یہ تمام باتیں مفقود ہوتی ہیں۔ گو عام تفریح ہوتی ہو لیکن محض عارضی اور ندامت خیز۔ یہ مان لیا جائے گا کہ بعض اوقات معمولی میل جول میں بھی وابستگی اور محبت نشو و نما پاتی ہے لیکن ایسی محبت اور وابستگی کا جو اثر اور نتیجہ نکلتا ہے وہ ثابت کرتا ہے۔ کہ اوس کا اجر عداوت اور کاوش ہوتی ہے اور تمدن کے حق میں ایک سخت صدمہ ہے

معشوق کر کے کوئی سر سبز ہوا کب تسلیم
یہ ہے وہ نخل کہ جس میں نہ کبھی پھل آیا

(باقی آیندہ)

KHILAFAT LIBRARY

ویدک دھرم اور طلاق

بانجھ عورت اور جس کی اولاد نہ جیتی ہو اور جو صرف دختر ہی پیدا کرتی ہو ایسی عورت ہونے پر حسب سلسلہ آٹھویں دسویں گیارہویں دوسرا دواہ کرنا چاہیئے۔ اور بدزبان عورت پر تو دوسرا دواہ فوراً کرنا چاہیئے۔ منوشاستر ۹/۸۱

(خاکسار) افسوس جس عورت کی اولاد نہ جیتی ہو یا وہ بانجھ ہو یا اوس کے لڑکیاں ہی ہوتی ہوں تو اوس غریب عورت کا کیا قصور ہے۔ ایسی عورت پر اوس کے ذمہ ایک ایسا قصور کا زبردستی الزام رکھکر دوسری شادی کی اجازت دینا کس قدر سنگین واقعہ ہے۔ اب رہا بدزبانی کا قصہ اس کی بھی کہیں مقدار تحریر نہیں۔ کہ بدزبانی کی کیا شناخت اور کیا تعریف ہے۔ اور نیک زبان کس کو کہتے ہیں۔ کیوں صاحب اگر مرد ہی اس قابل نہ ہو۔ کہ وہ بچہ پیدا کر سکے تو عورت کو کیوں اجازت نہیں دی گئی۔ کہ وہ بھی ایسے خاوند کو چھوڑ کر دوسرے مرد سے شادی کر لے۔ اور اگر مرد بدزبان ہو۔ اوس پر بھی عورت دوسرا خاوند کر لے الغرض اشلوک مذکور میں عورتوں کی حد درجہ کی حق تلفی کی گئی ہے۔ اور مردوں کی خرابیوں کی طرف مطلق توجہ نہیں کی گئی ہے۔ ایسی طرفداری کی تعلیم منجانب پرمیشور نہیں ہو سکتی۔ کہ جس میں ایک کا نقصان کیا گیا ہے۔ اور دوسرے کو نفع پہنچایا گیا ہے۔ کوئی عقلمند ایسی طرفداری کی تعلیم کو منجانب پرمیشور کے تسلیم نہیں کر سکتا۔

جس عورت کے اوپر دوسرا دواہ شوہر نے کیا اور وہ عورت غصہ ہو کر گھر سے نکلی جاتی ہو۔ تو اس کو روک کر گھر میں رکھنا۔ خواہ خاندان کے روبرو ترک کرنا چاہیئے (منوشاستر ۹/۸۳)

(خاکسار) اس اشلوک میں بتایا گیا ہے۔ کہ اگر عورت سوکن کے آنے سے ناراض ہو کر نکلی جاتی ہو تو اس کو گھر میں رکھنا چاہیئے۔ یا خاندان کے روبرو ترک کر دینا چاہیئے۔ یعنی اوس کو زوجیت سے علیحدہ کرنا چاہیئے۔ جس کو مذہب اسلام میں طلاق کہتے ہیں۔ ہمارے مہربان غور کریں۔ کہ جو مسئلہ طلاق پر اعتراض کیا کرتے ہیں وہ اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں اس اشلوک میں بھی مرد کو عورت کے چھوڑنے کا حق دیا گیا ہے لیکن عورت کو مرد کے چھوڑنے کا حق نہیں دیا گیا ہے یہ کیسی طرفداری ہے۔ مگر کیا ان مذکورۃ الصدر اقوال کی موجودگی میں کسی ہندو صاحب کو یہ حق پہنچ سکتا ہے۔ کہ وہ اسلام کے مسئلہ طلاق پر اعتراض کر سکے۔

عورت کے ساتھ ایک برتن میں کھانا نہ کھائے اور اوس کو کھاتے چھینکتے اور جمائی لیتے اور سکھ سے بیٹھنے کی حالت میں نہ دیکھے۔ منوشاستر ۴/۴۳

(خاکسار) عورت کو اس درجہ ناپاک سمجھا گیا ہے کہ اوس کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھانے کو منع کیا گیا ہے۔ اور سکھ سے بیٹھنے کی حالت میں دیکھنے کو بھی منع کیا گیا ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ اوس کو ہر طرح پریشان رکھنا چاہیئے۔ تاکہ وہ سکھ سے بیٹھی ہوئی ہی دکھائی نہ دے۔ کیا تعریف کی جاسے ایسے مذہب کی عورتوں کو کیسی کیسی سہولتیں بہم پہنچائی گئی ہیں۔

منشی محمد داؤد خان ناولسٹ از مقام سرائے ترین محلہ نواب خیل بلدہ سنبھل ضلع مراد آباد

بیاض نور الدین

حضرت حکیم الامۃ مولانا حاجی حافظ نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح

اول رضی کی طبی قابلیت کا لوہا اپنے اور بیگانے سب مانتے ہیں بلاشبہ آپ اپنے وقت کے ارسطو تھے۔ حکیم مفتی فضل الرحمن صاحب نے آپ کے تمام عمر کے مجربات کو بیاض کی صورت میں شایع کر کے نہ صرف علم طب کی ایک گرانبہا خدمت بجا لائے ہیں بلکہ ایک مدفون خزانہ کو شایع کر کے اطبا اور پبلک کی بے بہا خدمت کو سرانجام دیا ہے۔ اس نایاب تحفہ میں سینکڑوں نہیں ہزاروں مفید ترین نسخہ جات تازہ اور کہنہ بیماریوں کے لئے درج کئے گئے ہیں۔ اس نایاب خزانہ سے کوئی گھر بھی خالی نہ رہنا چاہیئے۔ گھروں میں اس طبی خزانہ کی موجودگی بہت حد تک ڈاکٹروں اور حکیموں کی نازبرداریوں سے مستغنی کر دیتی ہے حصہ اول معہ ٹائیٹل ۳۲۰ صفحہ سائز ۲۰×۲۶/۸ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ قیمت ۱۲/ حصہ دوم معہ ٹائیٹل ۲۷۲ صفحہ سائز ۲۰×۲۶/۸ قیمت ۱۲/ لکھائی چھپائی کاغذ دیدہ زیب ملنے کا پتہ۔ حکیم مفتی فضل الرحمن صاحب دواخانہ نفیس صمدانی قادیان (پنجاب)

کیمیکل گولڈن گلوبند ۲/۲

اہل ہنر نے جہاں اور بہت سی عجیب و غریب چیزیں ایجاد کی ہیں ہاں یہ شریف عورتوں کے گلے کا خاص زیور یعنی کیمیکل گولڈن گلوبند بھی اسقدر نفیس بنایا ہے کہ جس قدر تعریف کیجائے کم ہے۔ یہ گلوبند ایک نئے فیشن کا بنایا گیا ہے۔ اسمیں ایک سنہری پٹی پر نہایت عمدہ نقش ونگار ہیں نیچے چھوٹے چھوٹے گھنگرو لگائے گئے ہیں۔ گوری گوری نازک گردن میں اسقدر خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ کہ دیکھنے والوں کے دل بیچین ہو جاتے ہیں۔ اس کو کاریگر نے ایسی قدر ہلکا بنایا ہے۔ کہ اس کا ہر وقت گلے میں پہنے رہنا نازک سے نازک عورتوں کو ذرا دوبھر نہیں معلوم ہوتا۔ چاندنی میں وہ بہار دکھاتا ہے کہ گردن پر نور برستا ہے۔ روشنی میں چمک دمک کی اس قدر تیز کرنیں پیدا ہوتی ہیں۔ کہ نظر نہیں ٹھہر سکتی۔ یہ کوئی ملمع کا نہیں کہ جو کچھ دن کے بعد رنگ اتر جائے۔ بلکہ اس کی چمک دمک رنگ وروپ برسوں قایم رہتا ہے ذرا چمک دمک میں فرق معلوم دیا صابن سے صاف کر لو۔ پھر تازہ بتازہ نیا بہ نیا دیکھ لو۔ سب کی نظر اس پر نہ پڑے تو کوئی بات نہیں شوقین لوگوں کے سامنے تین روپیہ کی کچھ اصل نہیں قیمت فی عدد گلوبند معہ محصولڈاک صرف ۲ روپے چار عدد خریدار کو ایک مفت فرمائش کے وقت گلے کا پورا ناپ ضرور روانہ کریں

ایس۔ اے اصغر اینڈ کمپنی مٹیا محل دہلی

کیا آپ کا گھران کتابوں سے خالی ہے

ماں بچے کی نگہداشت: بچوں کی بیوقت موت پر ماں باپ کو سر پکڑ کر رونے کی بجائے اس غم کا علاج کرنا چاہیئے۔ زچاؤں کی صحت سے بے پروائی اور بچوں کی پرورش سے غفلت برتنے نے خانہ داروں کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔ لیکن یہ رسالہ بہترین ثابت ہوگا بہت مقبول ہوا ہے۔ سال بھر میں دوسرا ایڈیشن قریب الختم ہے قیمت ۶/ محصولڈاک علاوہ ٹکٹوں کے بھیجنے میں کفایت رہے گی۔

رفیق زمیندار بلکہ ہر شخص کا بہترین رہبر ہے ہر گھر میں مویشی پلتے ہیں۔ سبزی کی کیاریاں بچے لگاتے ہیں۔ روپیہ ہر شخص کو جوڑنے کا شوق ہوتا ہے۔ بیماریوں سے بچنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے معلومات کے خزانہ دیکھکر ہر شخص خوش ہوتا ہے۔ یہ کتاب ان تمام باتوں سے متعلق گنجینہ ہے۔ بہت پسند کیجا رہی ہے۔ قیمت صرف ۸/ محصولڈاک علاوہ

یہ ہر دو کتب مولوی محمد ظفر صاحب ایم۔ اے کی تصنیف ہیں۔ پتہ

مولوی محمد قمر مہتمم سلسلہ سرمایہ اطفال گوجرانوالہ

جوہر سوڈا واٹر جوہر لیمونیڈ

اللہ شافی

KHILAFAT LIBRARY

بحمد اللہ کے اضلاع والوں کی دیرینہ خواہش پوری ہوگئی

اکثر اصحاب کو شکایت رہتی تھی کہ دیہات میں لیمونیڈ اور سوڈا واٹر نہیں ملتا اور خواہشمند اس کے لئے بیتاب رہتے تھے انھیں حضرات کے اصرار پر اس کو تیار کیا گیا ہے۔ پس اب خواہشمند اس سے فائدہ حاصل کریں اور خصوصاً تاجر اس سے زیادہ نفع اٹھا سکتے ہیں چونکہ وقت واحد میں لیمونیڈ یا سوڈا واٹر بغیر کسی مشین کے صرف ہاتھ سے تیار ہو جاتا ہے۔ اور تیار کیا ہوا شیشہ ایک ماہ تک بھی خراب نہیں ہوتا ہے۔ اور نہ اس کی گولی نکلتی ہے۔ جب تک کہ اس کو کھولا نہ جائے خاصیت میں بازاری لیمونیڈ اور سوڈا واٹر سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور اس کے استعمال سے بہت آرام ملتا ہے اور حالت بخار میں اس کے استعمال سے بہت تسکین ہوتی ہے چونکہ یہ بہت لذیذ اور شیریں ہے اس لئے مریض بھی اسکو شوق سے پی لیتے ہیں بدہضمی اور ہیضہ کیلئے بہت مفید ہے اور وہ موسم ملتے وقت اسکا استعمال صحت کو قایم رکھتا ہے۔ عہدیدار اور ذی استطاعت اصحاب کو ہمیشہ یہ پاس رکھنا چاہئے۔ قیمت دس بکس جسمیں ۱۰ لیمونیڈ کے شیشے تیار ہوتے ہیں۔ صرف ایکروپیہ اور بارہ بکس کی جسمیں ۱۲ شیشے سوڈا واٹر کے تیار ہوتے ہیں۔ ایکروپیہ محصولڈاک ذمہ خریدار ہو پاریوں کے ساتھہ رعایت کی جائے گی۔

نوٹ :۔ فرمائش کے ہمراہ چار آنہ کے ٹکٹ لفافے میں بند کرکے روانہ فرما دیا کیجئے اور جب تک کہ ٹکٹ وصول نہ ہو جاویں۔ اس وقت تک ہرگز تعمیل نہیں کی جائے گی۔

المشتہر

منیجر شفاخانہ سعادت منزل متصل شاہ علی بنڈہ واقع چوک اسپیاں (حیدرآباد دکن)

آپکو کمزوری کی شکایت نہونی چاہئے

جو شخص حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرتا ہے۔ بلاشبہ ایسا خوش قسمت انسان دنیا میں ہی جنت میں ہے۔ مگر خدا برا کرے کمزوری کا کیونکہ کمزور آدمی نہ تو حقوق اللہ کو ہی ادا کر سکتا ہے۔ اور نہ حقوق العباد کو ہی بجا لا سکتا ہے۔ بلاشبہ ایسا آدمی زندہ در گور سے کم نہیں۔ جو ہر وقت پژمردہ چہرہ زرد اور سر و کمر میں درد حافظہ کمزور طبیعت اچاٹ، چلتے وقت دم چڑھ جاتا ہاتھہ پاؤں سست ہو جاتے۔ اگر ایسے گئے گذرے انسان دنیا میں کسی کام کے بن کر اپنی زندگی کو پر لطف بنانا چاہتے ہیں۔ تو وہ آج سے ہی ہماری جدید تیار کردہ اکسیر البدن رجسٹرڈ نامی دوا جو باقاعدہ سرکار سے رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔ کا استعمال شروع کر دیں۔ جو پٹھوں کو مضبوط حافظہ کو تیز چہرہ کو شگفتہ اور جسم کو چست بناتی، دل میں نئی امنگ، اعضا میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرتی ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک صرف پانچ روپیہ محصولڈاک علاوہ

تمام سرمہ فروشوں کو کھلا چیلنج

یہ امر تو اب اظہر من الشمس ہو چکا ہے۔ کہ ہمارا موتی سرمہ رجسٹرڈ اگرے ضعف بصر، دھند، جالا، پھولا، پانی بہنا، خارش، رتوند، گوہانجنی، ناخونہ، ابتدائی موتیا بند، خشکی جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اگر آپ کو اپنی پیاری آنکھوں سے کچھ بھی محبت ہے جس کے بغیر دنیا اندھیر ہے۔ تو آپ کو آج ہی سے موتی سرمہ کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔ جو نہ صرف آپ کی نور بصارت کو ہی ترقی دے گا۔ بلکہ جملہ امراض چشم سے آپ کی پیاری آنکھوں کو محفوظ رکھے گا۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھہ آنے محصولڈاک علاوہ

ہر ایک سرمہ فروش یہی کہتا ہے۔ کہ میرا سرمہ سب سے اعلیٰ ہے۔ جس سے ناظرین کو اصل و نقل میں تمیز کرنی بہت مشکل ہو جاتی ہے۔ لہذا لوگوں کی تسلی کے لئے ہم ایک آسان راہ پیش کرتے ہیں۔ کہ ہمارے ہر اشتہار میں نیا سارٹیفکٹ معہ تاریخ درج ہوگا۔ ہر اشتہار میں نیا سارٹیفکٹ مہیا ہو جانا یہ خود کسی سرمہ کے بہترین ہونے کی کافی دلیل ہے۔ یہ کل سرمہ فروشوں کو ہماری طرف سے کھلا چیلنج ہے۔ کہ وہ بھی ہر بار ہماری طرح نیا سارٹیفکٹ پبلک میں معہ تاریخ پیش کریں۔ لہذا اس سلسلہ میں تیسرا سارٹیفکٹ درج ذیل ہے۔ اگر کسی کو ہمت ہے تو وہ بھی ہماری طرح ہر بار نیا سارٹیفکٹ معہ تاریخ درج کرے۔ اور بدوں تاریخ کے کوئی شہادت قابل قبولیت نہیں ہونی چاہیئے۔ اور یہ تاریخ بھی ۱۹۲۶ء کی ہو ورنہ کوئی شہادت تازہ شہادت کہلانے کی مستحق نہ ہوگی۔ اور کوئی شہادت دوبارہ نہ چھپے گی ورنہ یہ امر اس سرمہ کے لئے عدم قبولیت پر دلالت کریگا۔

ایک ماہر و تجربہ کار ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر بشیری صاحب آئی۔ ایم۔ ڈی۔ ایس۔ اے۔ ایس نمبر اسکیشن لاہور چھاؤنی سے ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو لکھتے ہیں۔ کہ آپکا سرمہ بلاشبہ بہت ہی مفید اور اکسیر چیز ہے۔

المشتہر

منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور